مولانا محمد عبدالمعبود صاحب، راولپنڈی

سکردو اور گلگت کے حالیہ فسادات کا پس منظر

صحیح واقعات اور حقائق پر مبنی جائزہ اور اس کی تازہ مشاہداتی رپورٹ

شمالی علاقہ جات مخصوص دفاعی، جغرافیائی اور سیاسی اعتبارات سے پاکستان کا حساس ترین خطہ ہے۔ سیاچین گلیشیر محاذ کی وجہ سے سکردو فوجی اہمیت کا حامل ہے۔ اور شاہراہ ریشم کی اقتصادی اور دفاعی افادیت کے پیش نظر بلتستان کا پورا علاقہ پورا اور گلگت پاکستان کی ریڑھ کی ہڈی کی حیثیت رکھتا ہے۔ بلتستان کی مجموعی آبادی تقریباً دو لاکھ ہے جب کہ سکردو کی آبادی چودہ پندرہ ہزار ہے۔ اور گلگت اور ملحقہ علاقہ جات کی آبادی ۳ لاکھ کے لگ بھگ ہے۔

قدیم زمانہ میں بلتستان میں بدھ مذہب کے پرستار پائے جاتے تھے۔ لیکن ساتویں صدی ہجری میں پیر امیر کبیر سید علی ہمدانی کا کشمیر جاتے ہوئے جب سکردو گذر ہوا تو ان کی تبلیغ اور زبردست جدوجہد سے سب لوگوں نے اسلام قبول کر لیا۔ چونکہ موصوف شافعی مسلک تھے اس لئے لوگوں نے بھی شافعی مسلک اختیار کر لیا۔

بعدازاں دسویں صدی ہجری میں شمس الدین ایرانی کے وارد ہونے پر لوگ شیعہ مسلک سے وابستہ ہو گئے۔ جو رفتہ رفتہ پورے بلتستان میں پھیل گیا۔ اہل تشیع اپنی مذہبی رسومات کے مواقع پر صحابہ کرامؓ اور ازواج مطہراتؓ کی شبیہ بنا کر اس پر سنگ باری کرتے اور ان کی شان میں گستاخی کرتے۔ ان کی ایمان سوز حرکات پر مسلمان اپنی بے بسی پر خون کے آنسو بہاتے لیکن کچھ کرنے کی پوزیشن میں نہیں تھے۔

۱۹۴۷ء میں شیخ الاسلام مولانا حسین احمد مدنی کے شاگرد رشید اور بانی تبلیغی جماعت مولانا محمد الیاس کے مسترشد مولانا محمد کبیر نے دارالعلوم دیوبند سے فارغ ہو کر آتے ہی ان خرافات کے خلاف صدائے احتجاج بلند کی۔ کشمیر اسمبلی کے ممبر راجہ خیلو پر زور دیا کہ ان دلدوز و ایمان سوز حرکات کو بند کراؤ۔ ورنہ میں قوت بازو سے انہیں بند کرا دوں گا۔ موصوف تن تنہا ان خرافات کے خلاف برسرپیکار رہے اور چار سو میل کا جاں گداز سفر پیادہ طے کر کے اٹھارہ مرتبہ کشمیر اسمبلی میں گئے۔ بالآخر ان کی شبانہ روز جدوجہد اور پرخلوص محنت رنگ لائی۔ اور ممبران اسمبلی یہ قرارداد منظور کرنے پر مجبور ہو گئے کہ آئندہ ایسی خرافات کا ارتکاب ہرگز نہیں ہو گا۔

اس طرح مولانا موصوف نے جہاں صحابہ کرامؓ اور امہات المومنینؓ کے تقدس کے تحفظ میں کامیابی سے ہمکنار

ہوئے۔ وہاں سنّی عوام اور علماء کو شیعہ کی اسلام دشمنی سرگرمیوں کو کچلنے کے جذبہ سے سرشار کر دیا۔

تقسیم ملک کے بعد بلتستان کی انتظامیہ صوبہ سرحد سے تعینات ہوتی رہی۔ جو عموماً اہلسنت والجماعت ہونے کی وجہ سے شیعہ سرعام تبرّا بازی اور مذہبی فسادات کی جرأت نہ کر سکے۔ اور انتظامیہ غیر جانب داری سے حالات پر کنٹرول کرتی رہی۔ لیکن ۱۹۸۶ء میں مرکزی وزیر امور کشمیر و شمالی علاقہ جات نے مفاد پرست عناصر کی ملی بھگت سے ڈی سی اور ایس پی کو تبدیل کر کے شیعہ اور آغا خانی افسران کا تقرر کیا۔ جس کی وجہ سے شیعہ بڑی بے باکی کے ساتھ پاکستان اور صحابہ کرامؓ کے خلاف کھلے بندوں بد کلامی کرنے لگے۔ ہزاروں کی تعداد میں شیعہ نوجوان زیارت کے بہانے ایران جا کر تخریب کاری کی تربیت حاصل کرتے اور علاقہ میں خوف و ہراس پھیلاتے اور فسادات بپا کرتے رہتے ہیں۔

ادھر آغا خان ٹرسٹ رورل کی طرف سے (اے۔ کے۔ آر۔ سی) تعمیر و ترقی کے عنوان سے بے پناہ فنڈ فراہم کیا جاتا ہے۔ جس کا کچھ حصہ ترقیاتی کاموں پر اور زیادہ رقم امامیہ آرگنائزیشن کے منصوبوں پر خرچ ہوتی ہے۔ شیعہ کی مساجد اور دینی درسگاہوں کو ایران کا بھرپور مالی تعاون حاصل ہے۔ امامیہ آرگنائزیشن کی تربیت پر بے تحاشہ روپیہ خرچ کیا جاتا ہے۔ اس تنظیم کو ضلعی انتظامیہ اور عوامی اداروں پر فوقیت حاصل ہے۔ اس کا انتہائی افسوسناک پہلو یہ ہے کہ اس دہشت گرد تنظیم میں سرکاری افسران بھی شامل ہیں۔ جو ملک دشمن سرگرمیوں میں ملوث ہونے کے ساتھ ساتھ صحابہ کرام اور امہات المومنین کی شان میں بدزبانی بھی کرتے رہتے ہیں۔ ایران اور انڈیا کے ساتھ اپنی وفاداریوں کا برملا اظہار کرتے ہیں۔ پورے علاقہ میں شیعہ دکانوں، مکانوں اور ماتم سراؤں میں خمینی کی تصاویر آویزاں ہیں۔ بعض اجتماعات میں ضلعی انتظامیہ کی موجودگی میں پاکستان اور صدر مملکت کے خلاف نعرہ بازی ہوتی ہے۔ اور خمینی زندہ باد، ایران زندہ باد کی صدائیں بلند ہوتی رہتی ہیں۔ مگر انتظامیہ نے کبھی بھی قانونی تقاضوں کو پورا کرنے کی کوشش نہیں کی۔

کچھ عرصہ قبل جب تعلیمی اداروں میں شیعہ سنّی دینیات مشترک تھی۔ شیعہ طلبہ اصحاب ثلاثہؓ کے ساتھ خبث باطن کا اظہار کتابوں سے ان کے نام کھرچ دیتے تھے۔ کچھ عرصہ تک یہ سلسلہ جاری رہا۔ پھر ڈپٹی ڈائرکٹر تعلیمات نے ایک سرکلر کے ذریعہ سخت حکم جاری کیا۔ کہ آئندہ جس سکول کے کسی بھی طالب علم کے متعلق ایسی شکایت ملی تو اس جماعت کے نہ صرف طلبہ کو بلکہ ان کے استاد کو بھی سخت ترین سزا دی جائے گی۔ جس کے بعد اس کا سدباب ہوگیا۔

دنیا کے کسی بھی ملک میں شیعہ پر کوئی آفت آئے تو سکردو کے شیعہ اس کے ردعمل کے طور پر سنیوں کو مرعوب کرتے اور تنگ کرتے ہیں۔ گذشتہ سال حج کے موقع پر مکہ مکرمہ میں شیعوں کو مظاہرے کرنے سے منع کیا گیا تو سکردو کے شیعوں نے یہاں منعقد ہونے والی سرکاری تقریبات کا نہ صرف بائیکاٹ کیا بلکہ انہیں زبردستی بند کروایا۔

امسال امامیہ آرگنائزیشن کے زیر اہتمام بلتستان اور گلگت کے سارے علاقہ میں ۵ فروری سے ۱۱ فروری تک جشن ایران کی سالگرہ پورے جوش و خروش سے منائی گئی۔ تنظیم کی دکانوں۔ مکانوں اور گاڑیوں پر ایران کے

جھنڈے لہرائے گئے۔ جگہ جگہ ایرانی انقلاب کی فلمیں دکھائی گئیں۔ جلسوں اور جلوسوں میں پاکستان، ضیا مردہ باد۔ اور راجیو، ایران زندہ باد کے نعرے لگائے گئے۔

گلگت سے خنجراب تک تقریباً دو سو میل کے ایریا میں شاہراہ ریشم کی چٹانوں پر خلفائے ثلاثہ کے خلاف سخت نازیبا الفاظ لکھے گئے۔ اور پاکستان مردہ باد کے نعروں سے پتھروں کو کالا کیا گیا۔ ان اشتعال انگیز کارروائیوں سے مسلمانوں کے جذبات کو ٹھیس پہنچی۔ لیکن اس کے باوجود مسلمانوں نے صبر و تحمل کا دامن نہ چھوڑا۔ اور قانون کو ہاتھ میں لینے کی بجائے بر وقت انتظامیہ کو ان حرکات کے سنگین نتائج سے آگاہ کیا۔ بدقسمتی سے انتظامیہ یا وفاقی حکومت کے کانوں تک جوں تک نہ رینگی۔ بالآخر جو لاوہ عرصہ دراز سے پک رہا تھا وہ اُبل پڑا۔ اور سارے علاقہ کو اپنی لپیٹ میں لے کر تباہی مچا دی۔

حالیہ فسادات کی ابتداء ۱۷ مئی کو ہوئی۔ جب کہ شیعوں نے پورے ملک میں ایک دن پہلے عید منائی۔ حکومت اور سنی مسلمانوں کے خلاف اشتعال انگیز تقاریر کیں۔ حالیہ فسادات کے دوران سکردو کی شیعہ تنظیم امامیہ آرگنائزیشن نے انتظامیہ کو معطل کر کے ہر چیز کا کنٹرول سنبھال لیا۔ سرکاری دفاتر زبردستی بند کرا دئے۔ ایئرپورٹ پر پوری طرح کنٹرول حاصل تھا۔ پیٹرول پمپوں پر قبضہ کر لیا۔ شہر کو آنے والی تمام سڑکوں کی ناکہ بندی کر دی۔ اور سنی مسلمانوں کے گھروں کا محاصرہ کر لیا۔ اور ان کا مکمل سوشیل بائیکاٹ کیا۔ اور یہ دھمکی بھی دی کہ اگر شاہراہ قراقرم بند کی گئی تو ہم انڈیا کا راستہ کھول لیں گے۔ اسی اثنا میں انڈیا نے سیاچین گلیشیر پر حملہ بھی کیا۔

ادھر سکردو میں سب ڈویژن کھرمنگ میں شیعوں نے سرکاری راشن ڈپو، اسلحہ کی دکانوں اور بعض تھانوں پر قبضہ کر لیا۔ اور ہتھیار لوٹ لئے۔ " راندو " کے لوگوں نے ڈاکٹر عنایت کو بمعہ بال بچوں کے یرغمال بنا لیا۔ سرکاری گاڑیوں پر زبردستی قبضہ کر لیا اور اسی علاقہ کے جامعہ اسلامیہ کے باورچی کو بچوں سمیت یرغمال بنا لیا۔

۲۲ مئی کو سکردو میں علامہ شیخ غلام محمد صدر امامیہ انجمن بلتستان، شیخ حسن جعفری خطیب جامع مسجد اثنا عشریہ سکردو۔ وزیر شکیل احمد چیئرمین ڈسٹرکٹ کونسل۔ ڈی سی بلتستان غازی جواہر خان اور علامہ سید علی موسوی جیسے ذمہ دار افراد کی موجودگی میں پاکستان کے خلاف نعرہ بازی ہوتی رہی۔ اور تنظیم کے لوگ ایک بہت بڑے لشکر کے ساتھ گلگت پر حملہ کرنے کے ارادہ سے چل دئے۔ مگر سکردو سے خاصا دور ساسی پل تک پہنچنے پر معلوم ہوا کہ جس خدائی لشکر کے مقابلہ کو نکلے ہیں وہ طاقت اور تعداد کے اعتبار سے کئی گنا زیادہ ہے۔ اس لئے ساسی پُل تباہ کر کے واپس لوٹ گئے۔ جب انہیں اپنی طاقت کا صحیح اندازہ ہو گیا اور ادھر گلگت میں شیعہ کو اسلام اور پاکستان دشمنی کی جو بھاری قیمت ادا کرنا پڑی اس سے خوفزدہ ہو کر مسلمانوں کا محاصرہ چھوڑ دیا اور خاموشی کے ساتھ گھر جا بیٹھے۔

اب ذرا گلگت کے شب و روز دیکھیں وہ کیسے ہیں۔ سرسبز و شاداب اور لہلہاتے دلربا باغات کیف و سرور کا

منظر پیش کرتے ہیں۔ دریا سندھ کے دونوں جانب آباد شہر دعوت نظارہ دے رہا ہے۔ شہر کے شمال اور جنوب میں واقع بلند و بالا برف پوش پہاڑ اس کے قدرتی حسن کو اجاگر کرتے ہیں۔ آبادی کی غالب اکثریت اہلسنت والجماعت پر مشتمل ہے۔ جن کا اسلامی تہذیب و تمدن قابلِ رشک ہے۔ مرکزی جامع مسجد نادر تاریخی واقعات کو اپنے دامن میں سمیٹے ہوئے ہے۔ جس کے محراب و منبر سے برسوں قاضی عبدالرزاق آوازۂ حق بلند کرتے رہے۔ اوران کی دینی، تبلیغی اور تدریسی خدمات کا مرکز ہونے کا شرف بھی اسے حاصل ہے۔ اس وقت اسی مسجد میں ہر دلعزیز خطیب مولانا عنایت اللہ دلآویز تقاریر سے لوگوں کو مستفیض فرمارہے ہیں۔

مدرسہ نصرت الاسلام ایسی قابلِ قدر دینی خدمات کے باعث مرجع خلائق بنا ہوا ہے۔ گلگت کا محلہ کنشروٹ کی دس ہزار آبادی ہے جو سارے سنّی مسلک سے تعلق رکھتے ہیں۔ جٹیال میں شیعہ سنّی مخلوط آبادی ہے لیکن اکثر فوجی ایریا ہے کمرشل ایریا میں سنی زیادہ اور شیعہ آبادی کم ہے۔ عرصہ دراز سے گلگت میں ماتمی جلوس فساد کا باعث بنا ہوا ہے جو شہر کی دو بڑی جامع مساجد کے پاس سے گذرتا ہے۔ ان مسجدوں کے قریب شیعہ سٹیج لگا کر اشتعال انگیز تقریریں کرتے اور صحابہ کی شان میں غلیظ زبان استعمال کرتے ہیں۔ جس سے سنیوں کے جذبات کو سخت ٹھیس پہنچائی جاتی ہے۔ بارہا ان حالات سے وفاقی حکومت کو آگاہ کیا گیا۔ وفود کے ذریعہ امن معاہدے بھی ہوتے رہے اور ملک و مذہب دشمن انہیں پامال ہی کرتے رہے مگر آج تک اس کا مستقل سدباب نہ ہوسکا۔

حالیہ رمضان المبارک کے مقدس مہینہ میں بھی شیعہ کی شر انگیز کارروائیاں جاری رہیں۔ مسلمانوں کا چین و آرام تاخت و تاراج کیا۔ غیر ملکی آقاؤں سے وفاداری کا اظہار اور اسلام اور پاکستان دشمنی کا مظاہرہ ہوتا رہا۔ ۲۱ رمضان المبارک کو گلگت کے محلہ ڈمیال کے امام باڑہ سے قراقلی ٹوپی پہننے والے علماء کے کفر کا فتویٰ جاری کیا گیا۔ اور میر باز ولد محمد شفا مقرر نے اصحاب ثلاثہ کو کافر کہہ کر مسلمانوں کی غیرت کو چیلنج کیا۔ ۲۳ رمضان المبارک کو گلگت کے نہ صرف در و دیوار بلکہ سڑکوں پر بھی اصحاب ثلاثہ اور ام المومنین سیدہ عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہم کی شان میں شرمناک الفاظ لکھ کر مسلمانوں کے جذبات کو مجروح کیا۔ اس قدر سخت اشتعال انگیزی کے باوجود امن عامہ کو پامال کرنے اور قانون کو ہاتھ میں لینے کی بجائے علمائے جمعۃ الوداع میں انتظامیہ سے احتجاج کیا۔ اس کے برعکس امامیہ آرگنائزیشن نے سوچے سمجھے منصوبہ کے تحت مرکزی جامع مسجد پر مسلح حملہ کر دیا اور وجاہت حسین کے گھر سے ہونے والی فائرنگ کا نشانہ ڈی ایس پی بھی بنا۔

ملک کے دوسرے شہروں کی طرح گلگت میں بھی شیعہ نے ۱۰ مئی کو عید منائی اور مسلمانوں پر اکا دکا حملے جاری رکھے جن میں بعض مسلمان شہید ہو گئے۔ گلگت کے کچھ فاصلے پر شیعہ کی مرکزی آبادی "نگرل" واقع ہے۔ جہاں شیعہ نے جدید ترین اسلحہ جمع کرنا شروع کر دیا۔ حاضر سروس فوجیوں کو چھٹی لے کر فوراً پہنچنے کے احکامات جاری کئے۔ ریٹائرڈ فوجیوں اور کمانڈوں کو عید سے ایک دن پہلے جمع کر لیا گیا۔ کلاشنکوف۔ ایل ایم جی۔ سیون ایم ایم اور خبر رساں آلات سے مسلح دستے شمال اور

جنوب میں واقع پہاڑوں پر مورچہ بند ہو گئے۔ ریٹائرڈ میجر حسین شاہ - ریٹائرڈ لفٹیننٹ کموڈور وجاہت حسین - کیپٹن ناصر امان اور ریٹائرڈ صوبیدار میجر سلیم وغیرہ قیادت کر رہے تھے۔ دنیور سے جلال آباد تک بیس میل کے ایریا میں مورچے بنے ہوئے تھے۔

اس وحشیانہ اور بزدلانہ حملہ میں سنیوں کے متعدد مکانات کو نذر آتش کر دیا اور سنیوں کو زد و کوب کیا اور محلہ کشروٹ کے عوام نے بڑی مشکل سے اپنا دفاع کیا۔ شر پسند حملہ آوروں نے فورس کمانڈ و شمالی علاقہ جات، محکمہ برقیات کے ایس ڈی او کے علاوہ کئی سرکاری گاڑیوں پر حملہ کیا اور انہیں نقصان پہنچایا۔ شر پسندوں نے ۳ بجے سہ پہر فائرنگ شروع کی جو رات گئے تک جاری رہی۔ لیکن معجزانہ طور پر مخالف سمت سے ایسی شدید آندھی آئی جس سے سارا شہر اندھیرے میں ڈوب گیا۔ اور حملہ آوروں کی گولیاں نشانہ سے خطا ہوتی رہیں۔

اب ہم صدر مملکت سے پرزور مطالبہ کرتے ہیں کہ اس مسئلہ کو مستحکم اور دائمی بنیادوں پر حل کیا جائے۔ قبل ازیں کتنے ہی معاہدے معرض وجود میں آئے اور ملک دشمن عناصر اور دشمنان صحابہ ان کی دھجیاں بکھیرتے دیکھا۔ لہذا حسب ذیل اقدامات کی فوری اور راست ضرورت ہے۔ ۱۔ امہات المومنین اور صحابہ کرام کی عصمت کے تحفظ کو یقینی بنایا جائے اور انکی شان میں گستاخی کرنے والے کی سزا موت مقرر کی جائے (۲) گلگت کی دو مرکزی مساجد کے پاس سے جلوس گذرنے پر مکمل پابندی لگائی جائے جو بار ہا قتل و قتال کا باعث بن چکا ہے۔ ۳۔ گلگت کے ڈی آئی جی پولیس، ریلیف کمشنر اور ایڈمنسٹریٹر کی جانبدارانہ پالیسی کے باعث فوراً تبدیل کیا جائے اور اسی طرح سکردو کے ڈی ایس پی اور ڈپٹی کمشنر کو تبدیل کیا جائے (۴) شمالی علاقہ جات کا مستقبل درخشاں بنانے کیلئے اسے کشمیر یا صوبہ سرحد کے ساتھ ملا دیا جائے یا پھر بلتستان، گلگت، چلاس، دیامر اور کوہستان پر مشتمل صوبہ بنا دیا جائے (۵) امامیہ آرگنائزیشن کو خلاف قانون قرار دے کر اس میں شامل سرکاری ملازمین کو کڑی سزا دی جائے +

وضو قائم رکھنے کے لئے جوتے پہننا بہت ضروری ہے ہر مسلمان کی کوشش ہونی چاہیئے کہ اس کا وضو قائم رہے۔
سروس انڈسٹریز
پائیدار۔ دلکش۔ موزوں اور واجبی نرخ پر جوتے بناتی ہے
Servis
سروس شوز
قدم قدم حسین قدم قدم آرام